نبی کریم ﷺ کے معاہدات کی حکمتِ عملی جدید عصری تقاضوں کے تناظر میں

The Strategy of the Treatises of the Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him) in the Context of Modern Contemporary Demands

Dr. Sobia Khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Govt Sadiq College Women University, Bahawalpur
Email:sobiakousar.khan@gmail.com
Mehreen Majeed
PhD Scholar, Department of Islamic Studies
Govt Sadiq College Women University, Bahawalpur
Email: mehreenmajeed9296@gmail.com

Abstract
This research is based on Importance of agreement.Agreements between two nations are important for the society. Society should follow the agreement for peace.There is no example of a strategy of agreement adopted by Prophet Muhammad. This agreement meet the requirments of the present era. The purpose of the treaty of Rasool Allah was to establish peace and order and brotherhood. These a greements have great importance in International laws.The Prophet adoted a strategy such as the treaty of Madina to creat harmony between muslims and non muslims. Sule Hadibiya tells us that showing one temporarily gives benefit in future. the importance of these agreement was understood not only by muslims but also by non muslims. The contracts of the Present era are temporary in nature which are valid for a spacific period of time and when the interest are fulfiled these contracts are terminated.but the Importance of the principles of treaty that Islam has taught us muslims can not be denied. Even after thousands of years have passed they still have the same importance and status a s they have from first day.
Keywords: International, ,Ambassador,Elements,Pakistan

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر میل جول اور آپس میں تعلقات بنائے رکھنے کی صلاحیت اس قدر رکھی ہے کہ انسان کبھی تنہا زندگی نہیں گزار سکتا۔انسانی زندگی کے بقاء کے لئے جب لوگوں نے مل جل کر رہنا شروع کیا تو اس سے خاندان وجود میں آئے جب خاندانوں نے آپس میں لین دین شروع کئے اور تعلقات استوار کیے تو اس سے معاشرہ وجود میں آیا جب لوگوں نے آپس میں میل جول کرنا شروع کیا تو انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ

معاہدات کرنا شروع کئے۔ شروع میں انسانی زندگی محدود تھی لیکن آہستہ آہستہ زندگی کا پہیہ قافلہ قوموں کی شکل اختیار کر گیا۔ جس سے لوگوں نے آپس میں تعلقات قائم کئے۔ جب ریاستوں نے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے اور مفادات کے تحفظ کے لئے اور جنگ و جدل میں حالات کو کنٹرول کرنے کے لئے گفتگو کا سہارا لیا گیا اور معاہدات کئے گئے۔

تاریخ میں معاہدات کا اہم کردار رہا ہے۔ اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ زمانہ قدیم میں بھی مختلف قبائل اور مختلف ممالک کے حکمران آپس میں تعلقات استوار کرنے کے لئے معاہدات کرتے تھے۔ اور ان کے درمیان بعض اخلاقی اور معاہداتی تعلقات استوار ہوئے۔ اسلام کی آمد کے بعد معاہدات کو بہت اہمیت ملی کہ جس کی نظیر پوری دنیا میں نہیں ملتی۔

معاہدہ کے معنی و مفہوم:

"ایک معاہدہ دو فریقوں کے درمیان ہوتا ہے اور دونوں فریق کسی چیز پر متفق ہوتے ہیں، جس کا مطلب ہے عہد، معاہدہ، وعدہ یا وعدہ"[1]

دینِ اسلام میں معاہدات پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ معاہدوں کا مقصد دنیا میں امن وامان قائم کرنا تھا۔

"معاہدہ عہد سے ہے جس کا معنی ہے وفا، امان، دوستی، وصیت، میثاق، شاہی فرمان، وہ مقام جس کے بارے میں عہد کیا گیا ہو۔"[2]

لفظ عہد بہت سارے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کے اندر بہت جامعیت ہے اور اس کا کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" ألم أعهد إليكم يا بني آدم أن لا تعبدوا الشيطان إنه لكم عدو مبين " [3]

"اے بنی آدم کیا تمھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کی عبادت نہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا؟ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔" لفظ عہد کو کئی حکم اور کئی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے

جب کوئی مسلمان کسی سے عہد کرے تو اس کو نہ توڑے۔ معاہدہ کو ایمان سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دین اسلام نے معاہدات کی خلاف ورزی کرنے والے کو سخت انجام سے ڈرایا ہے تاکہ مسلمان عہد کی پابندی کریں۔

علامہ ابن منظور فریقی:

"العهد جمع العهده وهو الميثاق واليمين التى تستوثق بما ممن هدک --------------- العهد ما عوهد الله عليه وكل مابين العبار من الئق فهو عهد"[4]

"عہد کی جمع عہدہ ہے اور وہ گرہ متم ہے جو دو معاہدہ کرنے والوں کے درمیان آپس میں پختہ ہوتا ہے۔ اس لئے عہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جائے۔ اور جو انسانوں کے درمیان عہد ہو وہ وعدہ کہلاتا ہے۔"

معاہدہ اور اس کی اہمیت قرآنی تعلیمات کی روشنی:

" قرآن مجید ایک ایسا ضابطہ حیات ہے کہ جس میں ہر پہلو کے بارے میں رہنمائی اور ہدایت ملتی ہے۔"[5]

ارشادِ باری تعالیٰ:

"یا أیھا الذین آمنوا أوفوا بالعقود " [6]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے اقراروں کو پورا کرو۔"

قرآن مجید میں عہد پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور عہد پورا کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے۔ اور عہد پورا نہ کرنے والوں کو وعید سنائی گئی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا " [7]

"اور جو کوئی اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو اللہ عنقریب اسے اجر عظیم عطا کرے گا۔"

مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ جو بھی معاہدہ کریں اسے پورا کریں۔ معاہدے کی ذمہ داری معاہدہ کرنے والے پر عائد ہوتی ہے۔ اگر کوئی معاہدہ توڑتا ہے تو اس نے اسلام کی خلاف ورزی کی ہے۔

معاہدہ اور اس کی اہمیت تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے عہد کو پورا کرنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بھی عہد کو پورا کرنے کا حکم دیا۔ جو کوئی عہد کرتا ہے اور اللہ کے نام پر قسم کھاتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے عہد کی خلاف ورزی کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ عہد نبوی میں دوطرفہ تجارتی معاہدے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت سے پہلے بھی غیر مسلموں سے تجارتی معاہدے کیا کرتے تھے۔ ان میں تجارتی معاہدے، سیاسی معاہدے اور مختلف قسم کے معاہدے شامل تھے اور ان میں رضامندی کے معاہدے بھی شامل تھے۔

وعدہ خلافی کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ نے منافق قرار دیا ہے۔"

" أربع من كن فيه كان منافقاً خالصاً: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا عاهد خان، وإذا خاصم فحش. "[8]

"چار خصلتیں ہیں جو اگر کسی شخص میں پائی جائیں تو وہ مکمل منافق ہو گا: پہلی، جب وہ بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ دوسرا، جب وہ وعدہ کرتا ہے تو اسے توڑ دیتا ہے۔ تیسرا، جب وہ کوئی سودا کرتا ہے تو اسے توڑ دیتا ہے۔ اور چوتھا، جب وہ کسی سے جھگڑتا ہے تو اسے گالی دیتا ہے۔۔"

جو شخص وعدہ خلافی کرتا ہے بروز قیامت اس کے سامنے ایک جھنڈا گاڑھا جائے گا جس کے ذریعے وہ پہچانا جائے گا کہ اس شخص نے دنیا میں وعدہ خلافی کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن لكل غادر لواء يرفع له يوم القيامة على قدر غدره، ولا خائن أشد غدرا من أمير عام"[9]

" قیامت کے دن ہر عہد شکنی کرنے والے کے سامنے جھنڈا لہرایا جائے گا، جتنا بڑا عہد توڑنے والا ہو گا۔ اور سنو، جو لوگوں سے عہد شکنی کرتا ہے، امیر، وہ سب سے بڑا عہد توڑنے والا ہے"

معاہدہ کرنا اچھی بات ہے لیکن وہ معاہدہ انسان کے بنیادی حقوق و قوانین کے خلاف نہ ہو اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے کہ جنہوں نے جاہلی دور کے اچھے معاہدات کی پاسداری کرنے کا حکم دیا اور امن اور جنگ دونوں حالتوں میں معاہدات کئے اور ان پر قائم رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ وہ معاہدہ کیا جائے جو اصل مقصد کی تکمیل کر سکے رسول کریم ﷺ نے نہ صرف مسلمانوں کے ساتھ بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی معاہدات طے کئے اور ان کو پایا تکمیل تک پہنچایا۔ رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف اندرونی معاہدات بلکہ بین اا لاقوامی خارجی معاہدات بھی کئے۔

معاہدات کی ضرورت واہمیت:

کسی بھی ریاست کے اندر امن و امان اور استحکام قائم کرنے کے لئے معاہدات کئے جاتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں عہد کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس عہد کو توڑنا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ ایفائے عہد کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی معاہدہ کیا جائے تو اس کو پورا کیا جائے معاہدہ عارضی ہو یا دائمی ہو ان کو پورا کرنے کا الحاظ کرنا چاہیئے۔

علامہ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی معاہدہ کا مفہوم:

" عقد العهد بين الفريقين على شروط يلتزمونها "[10] "عہد ایک ایسا معاملہ ہے جو فریقین کے درمیان ان شرائط کے تحت طے پاتا ہے جن کی تعمیل دونوں فریقوں کے لیے ضروری ہے"

معاہدات دو فریقین کے درمیان ایک دستاویزی شکل میں موجود ہوتے ہیں۔ تجارتی و کاروباری معاہدات ملک کی معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور ملک میں امن و امان کو فروغ دینے میں مدد دیتے ہیں۔ معاہدات کے ذریعے دو فریقین یا دو ریاستوں کے مابین ان کی ذمہ داریوں اور ان کے حقوق و فرائض کے بارے میں آگاہ کیا جاتا ہے۔ معاہدات کے ذریعے مسائل کے حل تلاش کئے جاتے ہیں۔

معاہدات کی تاریخ:

مختلف تاریخ میں بھی کئی معاہدات کئے گئے۔ لیکن یہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کئے جاتے تھے جیسے فرعون کے زمانے میں اور رومی ادوار میں اور زمانہ جاہلیت میں مختلف قسم کے معاہدات کئے گئے اور یہ مختلف نوعیت کے تھے۔ بعثتِ نبوی سے قبل حلف الفضول اس کی روشن مثال ہے۔ دنیا کو پر امن رکھنے کے لئے معاہدات اہم کردار ادا کرتے ہیں اسلام کی آمد سے قبل بھی دنیا میں معاہدات کئے جاتے رہے ہیں۔ لیکن وہ معاہدات اسلام کے آتے ہی ایک الگ صورت اختیار کر گئے۔ اسلام کے آتے ہی یہ معاہدات اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھل گئے۔ اور پوری دنیا میں روشنی کی طرح پھیل گئے۔ انہیں معاہدات اور تعلقات کی بدولت دینِ اسلام نہ صرف جزیرۃ العرب میں پھیلا بلکہ پوری دنیا میں تمام اقوام و ممالک میں پہنچا رسول اللہ نے جب ریاستِ مدینہ کی بنیاد رکھی تو تمام افراد کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور مملکت کو اندرونی طور پر مستحکم کیا۔ اور بین الاقوامی عاہدات کر کے خارجی تعلقات قائم کئے۔ اور اسلام کی روشنی میں جو معاہدات کئے ان کی نظیر پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ بعثت سے قبل نبی کریم ﷺ نے بہت سے معاہدات کئے۔ ان میں حرب فجار اور حلف الفضول شامل ہیں۔

معاہدہ کی اقسام:

معاہدہ کرنا کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لیئے بہت ضروری ہے۔ معاہدہ کبھی تو تجارتی مقصد کے لئے ہوتا ہے کبھی اسلام کی اشاعت اور تہذیب و تمدن کی ترویج کے لئے ہوتا ہے۔ کبھی کسی سیاسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کبھی جنگ کے خاتمے کے لئے کبھی امن و امان قائم رکھنے کے لئے معاہدہ کی مختلف اقسام ہیں۔[11]

کاروباری معاہدات:

کاروباری معاہدات بھی معاہدات کی ایک قسم ہے جس میں دو فریقین یا دو ممالک آپس میں تجارت کی غرض سے معاہدے کریں رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف مسلمانوں کے ساتھ بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ معاہدات کئے۔ حضرت محمد ﷺ نے قصی بن کلاب کا جو معاہدہ قریش کے ساتھ طے کیا تھا تو قصی بن کلاب کی وفات کے بعد

بھی وہ معاہدہ بر قرار رکھا اس معاہدے کا مقصد حاجیوں کو ان کی ذمہ داریاں تقسیم کرنا اور کونسا قبیلہ پانی پلائے گا اور کونسا قبیلہ کھانا کھلائے گا یہ ذمہ داریاں ان معاہدات میں لکھی گئی تھیں۔

سیاسی معاہدات:

مختلف قومیں یا ممالک آپس تعلقات قائم کرنے کے لئے بھی معاہدات کرتے ہیں۔ یہ معاہدات سیاسی بنیادوں پر کئے جاتے ہیں اسلام میں سیاسی معاہدات سے مراد مسلم ریاست میں غیر مسلموں کے ساتھ جو معاہدات کئے جاتے ہیں ان کی مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ ملک کے اندر عوام سیاسی لیڈر کے ساتھ جو معاہدات کرتی ہے یا سیاسی لیڈر جو معاہدات کرتے ہیں وہ تمام معاہدات اس میں شامل ہیں۔

اندرونی معاہدات:

جب دو افراد آپ میں معاہدات کریں اور کسی بھی حوالے سے یہ معاہدات ہو ان میں دو فریقین آپس میں لین دین کے معاہدات کریں یا شادی بیاہ کے معاہدات ہوں کسی قوانین کی پابندی کرنے کے لئے۔ یہ معاہدات ایک ملک کے اندر افراد ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا "[12]

"اللہ تعالیٰ کے نام پر کئے گئے معاہدوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

بین الاقوامی معاہدات:

یہ وہ معاہدات ہوتے ہیں جو دوسرے ممالک کے ساتھ معاہدات کئے جاتے ہیں۔ یہ معاہدات دوطرفہ ممالک کے درمیان بھی ہوسکتے ہیں اور کثیر الطرفی معاہدات بھی ہوسکتے ہیں۔ متعدد ممالک کے درمیان معاہدات۔ یہ معاہدات کسی خاص شرائط کی بناپر بھی ہوسکتے ہیں اور امن وامان قائم رکھنے کے لئے بھی بین الاقوامی معاہدات کو فروغ حاصل ہے۔ یہ معاہدات امن قائم کرنے کے لئے یا دفاعی، فوجی مفاد حاصل کرنے کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ انسانی حقوق کے معاہدات یا سمندری یا فضائی حدود کی حفاظت کے معاہدات اس میں شامل ہیں۔ بین االاقوامی معاہدات کی حیثیت بھی قانون سی ہوتی ہے ان معاہدات پر دستخط کرنے والے ممالک ان کی پابندی کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

معاہدات کی شرائط:

معائدہ کی مندرجہ ذیل شرائل ہیں دو فریقین آپس میں رضامند ہوں کسی قسم کی کوئی زبردستی نہ ہو۔ حکومتِ وقت بھی دوسری حکومتو ں کے ساتھ معاہدات کر سکتی ہے۔ معاہدہ کے لیے ضروری ہے کہ اس کو ایک

دستاویزی شکل میں لکھ لیا جائے۔ جس پر دونوں فریقین دستخط کریں اور اپنی مہر لگائیں۔ حضور کریم معاہدہ کرتے تو اس میں گواہ مقرر کرتے۔ معاہدہ کرتے ہوئے اس کو قلم بند کیا جائے اور اس پر گواہ بنائے جائیں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔

قبل از اسلام نبی کریم ﷺ کے معاہدات کی حکمت عملی:

"قبل از اسلام بہت سے معاہدے ہوئے ان میں ایک معاہدہ حرب فجار ہے اس کو فاجروں کی جنگ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ حرمت والے مہینوں میں لڑی گئی تھی۔ محرم رجب، والقعدہ، ذالحجہ یہ چار حرمت والے مہینے تھے۔ یہ جنگ قبیلہ قریش اور کنانہ کے درمیان لڑی گئی تھی۔ اس میں لاکھوں افراد مارے گے ان قتل غارت کی دیکھ کر مالک بن عون کے چچا ابو اسد کو بڑا رحم آیا آخر ایک معاہدہ طے پایا گیا۔ رسول اللہ بھی اس جنگ میں شریک تھے اور فرمایا کرتے ہیں کہ میں اپنے چچا کو تیر اٹھا کر دیا کرتا تھا۔ کہیں خود لڑائی میں حصہ نہ لیا جنگ فجار کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر تقریباً 20 سال تھی۔ اسکو ایام الحرام اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ حرمت والے مہینوں میں لڑی گئی اور یہ لڑائی معاہدہ کے دور بند ہو گی۔"[13]

حلف الفضول معاہدہ:

بعثت نبوی سے قبل ایک معاہدہ ہوا جس کو حلف الفضول کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے کے پیش رو حضرت زبیر تھے اور نبی کریم ﷺ بھی اس معاہدے کے اہم رکن تھے۔ تمام قبائل کے سردار حضرت عبداللہ بن جذعان کے گھر جمع ہوئے اور یہ معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدے کے تقریبا تمام ارکان کا نام فضل تھا اس لئے اس معاہدے کو حلف الفضول کہا گیا۔

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

"عہد ایک ایسا معاملہ ہے جو فریقین کے درمیان ان شرائط کے تحت طے پاتا ہے جن کی تعمیل دونوں فریقوں کے لیے لازمی ہے۔"[14]

معاہدہ حلف الفضول ایک تاریخی معاہدہ ثابت ہوا۔ اس معاہدہ کا یہ فائدہ ہوا کہ کسی نہ ہی کسی کا ناحق قتل کیا گیا اور نہ ہی اس کی آزادی چھینی گئی۔ اس معاہدہ کے ذریعہ عام لوگوں کو بھی زندگی کا حق دیا جائے۔ ان کو سیاسی، معاشی اور معاشرتی حقوق فراہم کئے جائیں اس معاہدہ کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ نے خارجی تعلقات قائم کئے۔

حرب فجار:

نبی کریم کی عمر 15 سال ہوئی تو حرب فجار کا واقعہ پیش آیا۔ یہ جنگ قریش بنی کنانہ کی بنی قیس میدان سے ہوئی تھی۔ یہ جنگ ان قبائل کے درمیان ہوئی اور خون ریزی شروع ہو گئی اور ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیا اس جنگ میں بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس جنگ کو دیکھ کر مالک بن عوف کے چچا ابو اسید کو بڑا رحم آیا اور اس نے یہ کلمہ بلند کیا کہ:

"اے آل کنانہ اور قریش تم نے آج بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا ہے۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے۔ اس پر عبد اللہ بن جدعان نے کیا کہ جی ہاں! آپ نے ٹھیک کہا ہم لوگ آدمیوں کے قتل کرنے میں نہایت چالاک اور سر تن سے جدا کرنے میں نہایت بے باک ہیں"[15]

حضور ﷺ بھی حرب فجار میں موجود تھے اور اپنے چچا کو تیر اٹھا کر دیتے تھے۔ لیکن یہ جنگ حرمت والے مہینے میں لڑی گئی۔ اس جنگ میں فریقین کا فرتے اور مسلمانوں کو لڑنے کا حکم صرف اس لے دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا بول بالا ہو۔ معاہدہ حرب فجار میں یہ جنگ رک گئی اور صلح ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے نبوت سے پہلے اس معاہدے میں شرکت کی۔

اسلام کی آمد کے بعد رسول اللہ پاک کی حکمت عملی:

معائدہ جہینیہ:

رسول اللہ جب مدینہ تشریف لائے تو نہ صرف مدینہ کے اندر بلکہ مدینہ کے باہر کے قبائل کے ساتھ بھی خارجی تعلقات قائم کیے قبیلہ کا ایک وفد رسول اللہ کے پاس تشریف لایا اور دوسرے کے علاقے سے گزارنے کی درخواست کی یہ قبیلہ مدینہ سے 3 میل کے فاصلے پر تھا۔ رسول اللہ نے ان کی درخواست قبول کر لی اور معاہدہ کیا۔ اس معاہدہ میں یہ شقیں تھیں کہ دوسروں کی جان مال کی حفاظت کی جائے گی بندوں پر ظلم ستم نہیں کیا جائے گا اور جو امن و امان خراب کرے گا اسکے خلاف جنگ کی جائے گی۔ اس معائدہ کے ذریعے رسول اللہ نے مدینہ کے باہر خارجی تعلقات استوار کئے اور انسانی حقوق کو تحفظ فراہم کیا۔

معاہدہ ابوا:

معاہدہ ابو احس کی معاہدہ بنی فرع اور ودان بھی کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ نے جہاں دوسرے قبائل کے ساتھ معاہدات کیئے وہاں رسول اللہ نے ابوا کے قبائل کے ساتھ معاہدات کئے۔ ابواء کا مرکزی مقام فرع ہے جو کہ

مدینہ منورہ کے 30 میل کے فاصلے پر ہے۔ معاہدہ ابوا کی دفعات مندرجہ ذیل ہیں۔" **بسم اللہ الرحمن الرحیم** یہ تحریر اللہ کے رسول کی جانب سے بنو حمزہ کے لئے ہے

1) ان قبائل کے لوگوں کو امان دی جائے گی۔

2) جو شخص ان پر زیادتی کرے گا تو ان قبائل کی حمایت کی جائے گی

3) یہ جب تک اس معاہدہ پہ کام کرتے رہیں گے ان کی مدد کی جائے نیکی کرتے رہیں گے اور بری بات سے بچتے رہیں گے۔

4) اس معاہدہ پر اللہ اور اس کے رسول کی زمہ داری ہے۔

اس مہم کے تحت ہی رسول اللہ 15 دن مدینے سے باہر رہا کرتے تھے۔ ان معاہدات کا مقصد اندرونی و بیرونی امن و سلامتی تھا:"[16]

معاہدہ عقبہ اولی 11 نبوی:

رسول اللہ ﷺ نے دعوت اسلام کی تبلیغ کا آغاز حج میں نبوت کے چوتھے سال کیا۔ جب انصار کے 12 آدمی حج کے لیے مکہ آئے اور عقبہ کے مقام پر رسول اللہ سے ملاقات کی۔ یہ باقاعدہ طور پر بیت تھی اور معاہدہ تھا کہ جس میں یہ تھا کہ

1) اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

2) چوری نہیں کرو گے۔

3) الزام میں لگاؤ گے۔

4) زنا نہیں کرو گے۔

5) اولاد کے قتل سے اجتناب کرو گے۔

ان معاہدوں کے بعد رسول اللہ نے فرمایا!

" دو و قیم فلکم الجنة وان یتم من ذلك فالر الی اللہ نان و شاد نفر عزوجل ان شاد کذب و اشاد کذب وان شاء."[17]

"اگر تم اپنے عہد پر قائم رہے تو جنت کی بشارت دی جائے گی۔ اور اگر ان امور میں سے کسی کی خلاف ورزی کی تو تمہارا معاملہ اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے چاہے وہ سزا دے اور چاہے وہ بخش دے"

حضور کریم نے اتنے کم وقت میں ایسے لوگوں کو مذہب اسلامی کے طور طریقے سکھائے کہ جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ اور ایسے سیاسی و معاشرتی اصول وضوابط بنائے کہ جو رہتی دنیا تک مشعلِ راہ ثابت ہوئے۔

معاہدہ عقبہ ثانیہ 12 نبوی:

معاہدہ عقبہ اولی کے بعد حضرت مصعب بن عمیر سفیر مقرر ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ اس وقت مدینہ میں سخت جنگی حالات تھے۔ اس معاہدہ نے امن وسلامتی کی مثال قائم کر دی۔ اور اگلے سال جب یہ قافلہ مکہ پہنچا جس میں 72 لوگ شامل تھے اور حتی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان میں حضرت عباس ہیں جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ رسول اللہ کے ساتھ تھے انہوں نے انصار سے خطاب کر کے فرمایا:

"گروہ خزرج محمد ﷺ اپنے خاندان میں معزز اور محترم ہیں۔ اب وہ تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں اگر تم مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکتے ہو تو دورنہ مجھے ابھی سے جواب دے دو۔"

رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے 12 نقیب مقرر کئے۔ ان میں سے 9 خزرج اور تین اوس میں سے تھے۔ یہ بارہ نقیب رئیس القبائل تھے۔ اسید بن حضیر، ابو الہیثم بن تہان، سعد بن ختیمہ، اسعد بن زرارہ، سعد بن ربیع، عبداللہ بن ۔۔، اسعد بن عبادہ، منذر بن عمرو شامل تھے۔ ان کا اسلام قبول کرنا تمام مسلمانوں کا اسلام قبول کرنا ہے۔ صبح کو اس بیعت کی اڑتی خبر ملی۔ اور اس معاہدہ کا یہ فائدہ ہوا کہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے اور تمام لوگ جلد ہجرت کر گئے۔"[18]

میثاقِ مدینہ:

جب حضور کریم ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ شہر میں تشریف لائے۔ تو مدینہ میں ایسی مضبوط ریاست قائم کی اس سے قبل ایسی ریاست مدینہ میں موجود نہ تھی۔ رسول اللہ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ

- مقامی باشندوں اور خود ان کے حقوق اور فرائض کا تعین کیا جائے۔
- مہاجرین کے وطن کا بندوبست کیا جائے۔
- شہر کے غیر مسلم عربوں خصوصاً یہودیوں کے ساتھ سمجھوتہ کیا جائے۔
- سیاسی تنظیم اور فوجی مداخلت کا اہتمام کیا جائے۔
- مہاجرین قریش سے ان کے مالی نقصانات کا بدلہ لیا جائے۔

ان امور کو مد نظر رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدے کا مسودہ تیار کیا۔ اس معاہدے کو تاریخ میں حقوق کے تحفظ کے لیے ایک اہم قدم سمجھا جاتا ہے۔ معاہدہ مدینہ تاریخ کا ایک اہم معاہدہ ہے اور یہ ایک دفاعی اقدام بھی ثابت ہوا۔ یہ معاہدہ صرف یہودیوں کے لیے نہیں تھا بلکہ تمام مسلمانوں، مشرکین اور یہودیوں کے لیے تھا۔ اس معاہدے کے فریق ایک طرف مسلمان تھے اور دوسری طرف تمام قبائل۔ اس معاہدے میں اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ مسلمانوں کی ہر حال میں حمایت کی جائے گی۔[19]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ میثاقِ مدینہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

میثاق مدینہ دنیا کا پہلا تحریری آئین ہے۔ یہ خدا کے آخری نبی نے بنی نوع انسان کو دیا تھا۔ معاہدے کے تمام قواعد وضوابط تحریری شکل میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ریاست کے آئین کو عام قوانین سے الگ کر کے لکھنے کی مثال اس سے پہلے تاریخ کے اوراق میں کہیں نہیں ملتی۔ 500 قبل مسیح کی انسان اسمرتی میں بھی بلاشبہ عہدے کے فرائض کا ذکر ہے اور ارسطو کی تصانیف میں 300 قبل مسیح کے ارتھ شاستر میں بھی سیاسیات پر مشتمل کتابیں ملتی ہیں۔ لیکن یہ سب محض نصابی کتابیں، تحریری یا مشاورتی کتابیں ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ریاست کے مستند آئین کی حیثیت نہیں رکھتا جسے سپریم اتھارٹی نے نافذ کیا ہو۔ یہ المناک تاریخ صرف میثاق مدینہ کو ملتی ہے۔"[20]

میثاق مدینہ کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو متحد کرنا تھا۔ امن و امان قائم کرنا اور معاشرے میں عدل و انصاف قائم کرنا۔ اس معاہدے کی وجہ سے ایک اسلامی ریاست قائم ہوئی جس کی سربراہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ اس معاہدے کی بدولت مدینہ اسلام کا دار الخلافہ بن گیا۔

"میثاق مدینہ وہ معاہدہ ہے جس کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بین الاقوامی رہنما تسلیم کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بین الاقوامی معاشرہ تشکیل دیا۔ اور وہ سیاسی بصیرت جو اللہ رب العزت نے انہیں دی تھی۔ جس کی بدولت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے کی تعمیر نو کا بیڑہ اٹھایا۔"[21]

میثاقِ مدینہ کا متن:

"بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ"

"یہ تحریری معاہدہ تھا جو کہ مندرجہ ذیل طبقوں کے درمیان طے پایا۔

حضور ﷺ، مسلمان، قریشِ مکہ، مدینہ کے مسلمان، مدینہ کے یہودی، مدینہ کے انصار اور غیر مسلم ان میں شامل تھے۔

1) یہ سب مسلمان اس معاہدہ کی وجہ سے دوسری امت کے مقابلے میں سیاسی وحدت ہیں۔

2) مہاجرین قریشِ مکہ کے دستور کے تحت خون بہا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ دیں گے تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

3) بنی عوف اپنے دستور کے مطابق، بنو حارث اپنے دستور کے مطابق فدیہ دینگے۔

4) جن یہودیوں نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔ تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کریں اور ان کے ساتھ بھائی چارہ کا سلوک کریں۔

5) کوئی مومن کسی دوسرے مومن کے ساتھ اور اس کے آزاد کردہ غلام کے ساتھ معاہدہ نہیں کرے گا۔

6) یہودی جب تک مسلمانوں کے ساتھ رہیں گے اپنا خرچ برداشت کریں گے۔

7) یہ حکم نامہ کسی عہد شکنی کے آڑے نہیں آئے گا۔"[22]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور حکمران اپنی سیاسی بصیرت سے ایسے معاہدے کیے جن کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنی سیاسی بصیرت سے مدینہ کا دفاع کیا اور قریش کی دشمنی کو دیکھ کر مدینہ کے دوسرے قبائل سے بھی معاہدے کر لیے۔ ان معاہدوں میں معاہدہ جہانیہ، بنو ثمرہ، معاہدہ جرش واسلم، معاہدہ سینٹ کیتھرین اور معاہدہ نجران شامل ہیں۔

معاہدہ جرش اسلم:

"جرش طائف کے جنوب میں یمن کا ایک اہم مقام ہے۔ جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معاہدہ کیا۔ جس پر بنی جرش کو ان کے حالات پر برقرار رکھا اور لوگوں سے معاہدہ کیا کہ وہ مسلمانوں، مسافروں کا تحفظ اور ان کو سامانِ رسد مہیا کریں گے۔"[23]

اس معاہدہ میں پانچ شقیں شامل تھیں جن میں خیر سگالی کا رشتہ بھی شامل ہے۔

معاہدہ سنیٹ کیتھرائن:

"یہ معاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 66 ہجری میں کوہ سینا کے راہبوں سے کیا تھا۔ یہ معاہدہ بین الاقوامی تعلقات کی واضح علامت تھا۔ اس معاہدے کے ذریعے مسلمانوں نے عیسائیوں کو تمام بنیادی حقوق عطا کئے۔ کہ مسلمان عیسائی گرجاگھروں یا عبادت گاہوں کو تباہ نہیں کریں گے۔ کسی عیسائی کو اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں کی مسجد بنانے کے لیے کوئی گھر یا گرجاگھر نہیں گرایا جائے گا۔ کسی عیسائی کو اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔"[24]

معاہدہ حدیبیہ:

مکہ مکرمہ سے شاہرہ جدہ پر ایک منزل جو تقریبا 12 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ جس کو حدیبیہ کہا جاتا ہے ۔رسول اللہ ﷺ بارہ سو صحابہ کرام کے ساتھ عمرے کے غرض سے احرام باندھ کر اور بیس اونٹ لے کر مدینہ پہنچے اور حدیبیہ کے مقام پر سفارتی سرگرمیاں شروع کر دی اور اپنا مدعا بیان کیا کہ ہم صرف عمرے کے غرض سے آئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان کو سفیر بنا کر بھیجا۔ کامیاب سفارتخانے کے بعد قریش نے حضرت عثمان کو روک دیا اور یہ افواہ پھیلی کہ حضرت عثمان قتل ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا اور ببول کے درخت کے نیچے ان سے بیعت لی۔

یہ وہ بیعت ہے جسے ایوان رضوان کہتے ہیں۔"[25]

لیکن اس معاہدہ کے بعد پتہ چلا کہ خبر جھوٹی ہے تو قریش نے گھبرا کر سہیل بن عمرو کو سفیر بنا کر بھیجا اور صلح کی شرائط پر گفتگو کی اور حضرت علی کو بلا کر صلح کا معاہدہ لکھوایا گیا۔

صلح حدیبیہ کی شرائط:

1) یہ صلح نامہ وہ صلح نامہ ہے جس میں محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو نے صلح کی
2) دونوں نے 10 سال تک ہتھیار روک رکھنے کا عہد کیا۔
3) اس مدت میں دونوں کا یہ شخص محفوظ ہو گا
4) نہ چوری کی جائے گی نہ خیانت کی جائے گی
5) یہ معاہدہ دونوں جانب ایک صندوق کی مانند ہو گا
6) قبائل عرب کو اختیار ہو گا کہ رسول اللہ کے ساتھ معاہدہ میں شامل ہو جائیں
7) اگلے سال مکہ آئیں گے اور تین دن قیام کرنے کے بعد واپس چلے جائیں گے

یہ شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں جو مسلمان ایمان لا چکے تھے ان پر کفار نے ظلم و ستم کرنا شروع کر دیے سہیل کے صاحبزادے ابو جندل بھی تھے وہ بھاگ نکلے لیکن صلح حدیبیہ کی شرائط طے پا چکی تھیں۔ لیکن اس وقت حضرت ابو جندل کو اسی طرح واپس کرنا پڑا۔ رسول اللہ نے تین دن قیام کیا پھر واپس روانہ ہوئے تو راستے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

" إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا "[26]

"ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح عنایت کی"

یہ رسول اللہ کی سیاسی تدبر کا نتیجہ ہے کہ مسلمان اگلے سال عمرہ کرنے آئے اس معاہدے کے ذریعے مسلمانوں کو امن و امان فراہم کی گئی۔ان معاہدات میں کوئی امن کئی صلح اور کئی تجارتی معاہدہ کیے گئے ۔ان معاہدات کی بدولت پوری دنیا میں بین الاقوامی تعلقات استوار کیے گئے۔کہ جن کی مثال رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔

معاہدہ فدک:

فدک ایک چوٹی یہودیوں کی تھی۔یہودیوں کے ساتھ بھی رسول اللہ نے معاہدات کیے اور اہل خیبر کی طرح ان سے بھی شرائط پر بات کی گئی جس طرح رسول اللہ نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کیا اسی طرح انہوں نے غیر مسلموں مثلا یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ بھی معاہدات کیے۔

معاہدہ نجران:

نجران نجش کے ایک ضلع کا نام ہے۔جس میں عیسائی بڑی تعداد میں آباد تھے۔تقریبا 60 کے قریب عیسائی رسول اللہ سے ملنے کے لیے آئے تو رسول اللہ نے ان کو معاہدہ کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کیا جس کے بارے میں قران مجید کی آیات نازل ہوئی:

" فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك العلم فقل: ندع أبناءنا و أبناءكم وأزواجنا وأزواجكم و أنفسنا. و أنتم على أنفسكم فندعو ونلعن الكاذبين. "[27]

"پس جو شخص علم کے باوجود جھگڑے جھگڑنے آئے اور ان سے کہہ دو کہ آؤ اپنی اولاد پر ان عورتوں پر اور خود اپنے آپ کو بلائیں پھر معاہدہ کریں اور خدا سے دعا کریں کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو"

لیکن ان لوگوں نے معاہدہ سے انکار کیا لیکن ایک معاہدہ کیا گیا جس سے عیسائیوں کی زبان دی گئی کہ اگر ان غیر مسلموں پر حملے کرے تو مسلمان ان کو زبان دیں گے اور ان کا ساتھ دیں گے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معاہدہ نجران کے پادری ابو حارث بن عقبہ کے پاس بھیجا جس میں کہا گیا کہ تمام عیسائی اپنی اپنی چھوٹی جائیداد کے مالک ہوں گے اور ان کے گرجا گھروں اور عبادت گاہوں کی حفاظت اللہ کے ذمے ہو گی۔ان کے پادریوں کو نہ تو ان کی ملازمتوں سے ہٹایا جائے گا اور نہ ہی ان کے حقوق چھینے جائیں گے۔

ان امور پر ایفائے عہد کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ پر ہے۔ یہ لوگ ہمارے ساتھ معاہدہ پر خود پابندی کریں گے۔انسان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔کاتب حضرت مغیرہ بن سقہ تھے۔"[28]

جدید عصری تقاضوں کے تناظر میں

پاکستان کے سعودی عرب کے ساتھ معاہدات:

ماضی کے رشتے کو مضبوط رکھنا ان کے معاہدات کی بنیاد ہے۔پاکستان نے نہ صرف مسلم ممالک کے ساتھ بلکہ غیر مسلم ممالک کے ساتھ بھی معاہدات کیے ہیں۔ان معاہدات میں فضائی معاہدات، خبر و رسائی کے معاہدات، ثقافتی معاہدات، سیکولر معاہدات اور تعلیمی معاہدات شامل ہیں۔اگر ہم ان معاہدات کو دیکھتے تو ہمیں یہ اندازہ ہو گا کہ یہ معاہدات اپنے وقت کے بہترین اور کامیاب سفارت سفارتی تعلقات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔دونوں ممالک نے سفارتی تعلقات قائم کرنے کے لیے تحائف کا تبادلہ خیال بھی کیا ۔سعودی عرب پوری عالمی منڈی میں اہمیت کا حامل ہے۔سعودی عرب میں تیل کے کنویں پائے جاتے ہیں۔اس بنا پر پوری صرف تجارتی معاشی معاشرتی معاہدات کیے گئے ہیں۔

اقوام متحدہ کا چارٹر 1945:

"یہ معاہدہ دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ ہوا تا کہ پوری دنیا میں امن قائم کیا جائے اور جنگ کو ختم کیا جائے آج کے دور میں اقوام متحدہ کو بین الاقوامی دستور کا درجہ حاصل ہے۔یہ ایک بین الاقوامی معاہدہ ہے۔جس پر دستخط کرنے والے تمام ممالک نے یہ پابندی قبول کی ہے کہ وہ تمام ممالک اپنے ملک کے اندر تمام لوگوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کریں گے اور ان تمام لوگوں کو تمام حقوق سے جیسے زندگی گزارنے کا حق معاشی معاشرتی سیاسی تمام قسم کے حقوق حاصل ہوں گے۔"[29]

جینوا کنونشن 1949:

جینوا کنویشن کنونشن دراصل جینوا معاہدہ 1949 کہلاتا ہے۔جو جنگ کے دوران انسانی حقوق کو تحفظ دینے کے لیے بنایا گیا ہے۔یہ معاہدہ دوسری جنگ عظیم کے بعد طے پا گیا تھا۔اگر جنگ ہوتی ہے تو زخمیوں اور بیماروں کو حقوق فراہم کیے جائیں گے جنگی قیدیوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے گا یہ قوانین جنگ کے دوران فوجیوں، جنگی قیدیوں اور تمام شہریوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے ہیں۔یہ معاہدہ کیا گیا تا کہ تمام انسانوں کو مکمل ازادی فراہم کی جائے یہ معاہدہ آج بھی انسانی انسان نے عالم کے خون کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے اس معاہدے میں تقریبا 19 ممالک نے شرکت کی تھی۔

معاہدہ تاشقند:

معاہدہ تاشقند پاکستان اور انڈیا کے درمیان 10 جنوری 1966 کو ہوا ان دونوں ممالک کے درمیان یہ معاہدہ تاشقند میں طے پایا گیا اس معاہدے کی میزبانی سوویت کے وزیر اعظم الکسی کوسگین نے کی۔ اس معاہدے کا مقصد دونوں ممالک کے درمیان جنگ بندی کرنا تھا یہ معاہدہ 1965 کی جنگ کے بعد کیا گیا تھا دونوں ملک واپس اپنی سرحدی پوزیشن پر واپس جائیں گے دو طرفہ تعلقات قائم کرنا تھا اس معاہدہ پہ دستخط پاکستان کے صدر ایوب خان اور بھارت کے صدر لال بہادر شاستری نے کیے۔ یہ معاہدہ صرف ایک جنگ بندی کی سفارتی کوشش کے طور پر سامنے آیا۔

پاکستان اقتصادی راہداری معاہدہ:

چائنہ کے پاکستان کی خوشحالی میں اہم کردار ادا کیا ہے دونوں ممالک نے ابتدا سے ہی ایک دوسرے سے سفارتی تعلقات قائم کیے دونوں مالک نے ٹیکنالوجی ترقیاتی منصوبوں پر بہت سے معاہدات کیے۔ سی پیک ایک معاہدہ ہے کہ جس کی بدولت بہترین خارجہ پالیسی منظر عام پہ آئی ہے پاکستان چین اقتصادی راہداری 46 ارب ڈالر تو دو طرفہ معاہدہ ہے۔ پاکستان چین اقتصادی راہداری 2030 میں مکمل ہو گا۔ جس کے ذریعے دونوں ممالک کے درمیان امن و امان قائم ہو گا۔ اس معاہدہ میں پاکستان اور صدارت منصوبہ بندی اور دیگر ادوار میں اور چائنہ کی طرف سے چائنہ ڈیویلپنگ بینک اور دیگر چائنی چائنہ کمپنیاں ہیں۔ اس معاہدہ میں پاکستان کی حیثیت کو مضبوط بنانا، گوادر پورٹ کا قیام عمل میں لانا تھا۔ ریلوے نیٹ ورک کی بہتری اور توانائی کے منصوبے شامل ہیں۔ یہ ایک تاریخی معاہدے کے طور پر سامنے آیا ہے۔

دوستی معاہدات:

پاکستان اور ترکی دونوں ممالک نے آپس میں معاہدات کیے ہیں وقت اور حالات کے مطابق یہ معاہدات بدلتے رہتے ہیں 26 جولائی 1951 میں معاہدے پر دستخط ہوئے 1954 میں بھی دفاعی معاہدے ہوئے 1955 میں بھی معاہدات ہوئے دونوں مالک کے درمیان Two cities معاہدات کیے گئے۔

خلاصہ:

نبی اکرم نے جو معاہدات کی حکمت عملی اختیار کی اس کی مثال نہیں ملتی اپ کے معاہدات عصر حاضر کے تقاضوں پر پورا اترتے ہیں۔ رسول عربی ﷺ کے معاہدات کا مقصد امن وامان کو قائم کرنا اور بھائی چارے کو فروغ

دینا تھا۔ہادی عالم ﷺ نے معاہدات کرتے ہوئے جلد بازی سے کام نہیں لیا بلکہ حکمت عملی کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے معاہدات کیے اور پوری دنیا میں سفارتی تعلقات قائم کیے ۔ان معاہدات کی تحریک شکل میں لکھا گیا جدید دور میں ان معاہدات کی نظیر نہیں ملتی بین الاقوامی قوانین میں ان تحریر معاہدات کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ عصر حاضر میں رسول اللہ ﷺ کے معاہدات کی کوئی متبادل نظیر موجود نہیں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے میثاق مدینہ جیسی حکمت عملی اپنائی۔

صلح حدیبیہ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ وقتی طور پر لچک دکھانے سے مستقل میں بہتر نتائج ملتے ہیں۔جو مستقبل میں فائدہ دیتے ہیں

ہادی عالم ﷺ کے معاہدات ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم کس طرح موجودہ دور میں ریاست کے معاہدات کو تحریری شکل اور قابل عمل بناسکتے ہیں۔

رسول عربی ﷺ کے معاہدات عالمی امن کے لیے ایک بہترین ماڈل کی حیثیت رکھتے ہیں۔یہ معاہدات موجودہ دور کے حالات کے مطابق اب تک کامیابی سے پوری دنیا میں جنگ کو ختم کرنے کے لیے رول ماڈل کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ان معاہدات کی اہمیت کو نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ غیر مسلموں نے بھی سمجھا اور مشعلِ راہ بنایا ۔موجودہ دور کے جو معاہدات ہیں وہ وقتی طور پر عارضی نوعیت کے ہوتے ہیں جو ایک خاص مدت کے لیے خاص وقت تک کارامد ہوتے ہیں اور جب مفادات پورے ہو گئے تو یہ معاہدات ختم ہو جاتے ہیں۔لیکن اسلام نے جو معاہدات کے اصول ہم مسلمانوں کو سکھائے ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا جو ہزاروں سال گزرنے کے بعد بھی آج بھی ان کی وہی اہمیت وحیثیت ہے جو پہلے دن سے موجود ہے۔

حوالہ جات

[1] www.rekhtadictionaary.com

[2] لویس المعروف المنجد، لفظ العھد، ص850، دار الاشاعت، کراچی، 1960

[3] القرآن ٣٦:٦٠

[4] فریقی، ابن منظور، لسان العرب، لفظ عہد، ج2، ص3148، دار المعارف، مصر، س ن

[5] ڈاکٹر حسین بانو، رسول اللہؐ کی سفارت کاری اور خارجہ پالیسی، ص321، ادارہ تحقیقات، سیرت النبی کراچی، 10 نومبر 2019

[6]القرآن، ۵:۱

[7]القرآن، ۴۸:۱۰

[8]محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب 279، صفحہ 224، دار الشاعت کراچی، 1985

[9]امام مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب تحریم العذر، ج 5، ص 286، فرید بک اسٹال، لاہور، 1992

[10]وھبہ الزحیلی، دکتور، العلاقات الدولیۃ فی الام، ص 136، موسسۃ، بیروت، 1981

[11]ڈاکٹر حسین بانو، رسول اللہؐ کی سفارت کاری اور خارجہ پالیسی، ادارہ تحقیقات، سیرت النبی، ص 329

[12]القرآن، ۳۳:۱۵

[13]شبلی نعمانین، سیرت النبی مکتب سریندر لاہور،، ص 115

[14]حمید اللہ ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، دار الشاعت کراچی، 1961، ص 64

[15]عبد الملک بن محمد، ابن ہشام، سیرۃ النبویہ، مترجم محمد اسماعیل پانی پتی، ص 96، مقبول ل اکیڈمی، لاہور 1961

[16]حافظ محمد یونس ڈاکٹر، رسول اللہ ﷺ کا سفارتی نظام، شریعیہ پرنٹنگ لاہور، 1996، ص 495

[17]ابن سعد، طبقات الکبریٰ، دار لعادر، بیروت، 1945 ص 319

[18]علامہ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، (ادارہ اسلامیات پبلشرز، کراچی 2002)، ص 177

[19]ڈاکٹر حمید اللہ، عہدِ نبوی میں نظامِ حکمرانی، ص 95، مکتبہ ابراہیمیہ، حیدر آباد کن، 1949

[20]ڈاکٹر حمید اللہ، عہدِ نبوی میں نظامِ حکمرانی، ص 99، مکتبہ ابراہیمیہ، حیدر آباد کن، 1949

[21]سید امیر علی، The spirit of Islam، ص 146، ادارہ اسلامیہ لاہور

[22]سیرۃ ابن الہیثم، سیرۃ النبویہ، مصر 1355، ص 126، مصطفیٰ البابی الحلبی۔

[23]البلادی، ابو الحسن، احمد بن یحیٰ جابر فتوح البلدان، ص 43، م مکتبہ انجاریہ مصر 1959

[24]عمر حافظ، ڈاکٹر، رسول اللہؐ اور رواداری، ص 192، سنٹر کراچی اشاعت مارچ 1998

[25]انصاری، مولانا حامد، اسلام کا نظامِ حکومت،، ندوۃ المصنفین، 1952، ص 323

[26]القرآن، 1:28

[27]القرآن، 61:3

[28]ڈاکٹر حمید اللہ، مجموعہ الوثائق السیاسۃ فی العہد نبوی، ص 82، مطبوعہ التالیف، قاہرہ، 1941

[29] https://alsharia .org/2004/jun/kalmahaq
اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا چارٹر اور ہمارے دینی مراکز کی ذمہ داری، مولانا ابو عمار زاہد الرشدی